Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

UNDERSTAND THE BIOGRAPHY OF THE HOLY PROPHET AND CURRENT CHALLENGES TO ISLAM

فہم سیرت اور درپیش چیلنجز (ایک مطالعاتی جائزہ)

محمد اسداللہ[1]، پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور اعوان[2]

ABSTRACT- Muhammad (peace be upon him) was the last messenger of Almighty Allah, who devoted his whole life to teach "Tauheed" and set precedent of simple but practical life particularly for the Muslim and generally for the whole world. He was known as "Rehmatul-il-Aalimeen". The objective of the research paper is to remove misunderstandings created by prejudiced western writers about the personality and teaching the Holy Prophet (MPBUH) in the light of the opinions of neutral and moderate western scholars so that the world may understand true spirit of Islam and real mission of the Holy Prophet. His biography is a practical example of a man, who was loyal to his family and friend, dislike hoarding and maximization of wealth, depend own resources, generous to all, humble in his dealing with downtrodden persons, preacher of knowledge and well-wisher for his followers. His teaching is full of wisdom and creativity and its dissemination can put the Muslim youth on right path.

Key Words: Seerat, Challenges, West, Muslim, Ummah,

Type of Study: Original Research Paper

Paper received: 08.09.2017

Paper accepted : 10 .12.2017

Online published: 01.01.2018

---

1. M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, .Multan. Cell # +923007308094,034590207

2.0Dean, Faculty of Management and Social Sciences, Institute of Southern Punjab, Multan. ghafoor70@yahoo.com

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

تعارف

بنو اسرائیل میں اختلاف پیدا ہوا اورانہوں نے اپنے عقیدے اورشریعت میں تبدیلی اورتحریف کرڈالی توحق مٹ گیا اورباطل کاظہورہونے لگا اورظلم وستم اورفساد کا دوردورا ہوا امت اورانسانیت کوایسے دین کی ضرورت محسوس ہوئ جو حق کوحق اورباطل کومٹائے اورلوگوں کوصراط مستقیم کی طرف چلائے تو رحمت الہی جوش میں آئ اورمحمد صلی اللہ علیہ وسلم کومبعوث فرمایا:

اللہ سبحانہ وتعالی کافرمان ہے:

وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلاَّ لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُواْ فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ[1]

اس کتاب کوہم نے آپ پراس لیے اتارا ہے کہ آپ ان کے لیے ہر اس چیزکو واضح کردیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور یہ ایمان داروں کے لیے راہنمائی اوررحمت ہے ۔

اللہ تبارک وتعالی نے سب انبیاء ورسل اس لیے مبعوث فرمائے تا کہ وہ اللہ وحدہ کی عبادت کی دعوت دیں اورلوگوں کواندھیروں سے نور ھدایت کی طرف نکالیں ، توان میں سب سے پہلے نوح علیہ السلام اورآخری محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ وَاجْتَنِبُواْ الطَّاغُوتَ [2]

ہم نے ہرامت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ وحدہ کی عبادت کرو اورطاغوت سے بچو ۔

اورانبیاءورسل میں آخر اورخاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے بعد کوئ نبی نہیں ۔

اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا[3]

لوگو) تمہارے مردوں میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ تعالی کے رسول اور خاتم النبیین ہیں ۔

لیکن آج عالم اسلام سیرت سے تعلق کے باب میں جن چیلنجز سے دو چار ہے وہ درج ذیل نوعیت کے ہیں

سیرت کے روحانی و حبی پہلو سے صرفِ نظر

[1] سورۃ النحل:16:64
[2] سورۃ النحل:16:36
[3] سورۃ الاحزاب:33:40

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

جب ملت اسلامیہ عالمگیر سطح پر زوال کاشکار ہوئی تو اغیار نے نہ صرف اس کے سیاسی، معاشرتی اورمعاشی وجود کو مشق ستم کا نشانہ بنایا بلکہ اسلام کے فکری نظام کو بھی کئی التباسات اور مغالطوں سے دوچار کر دیا۔ اسلام دشمن مفکرین اور مصنفین کی مسلسل کوششوں سے جہاں مسلم ذہن اپنے مستقبل کے مستقلاً مخدوش رہنے کاقائل ہوگیا وہاں دین کی مبادیات خصوصاً حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ سے تعلق کے حوالے سے بھی کئی غلط فہمیوں کا شکار ہو گیا۔

اسلام کی بنیادی فکر میں یہ اختلال پیدا کرنے کے باوجود استعماری قوتیں اس پر مطمئن نہ ہوئیں۔ وہ اس تبدیلی کے نتائج و مضمرات کو ہمیشہ کے لیے ملت اسلامیہ میں باقی رکھنے کی ترکیب سوچنے لگیں کہ اگر اسلام کے دامن میں کوئی ایسی انقلاب انگیز قوت موجود ہے جس کے ہوتے ہوئے مسلم قوم مذکورہ بالا تمام تر خامیوں اور کوتاہیوں کے باوجود کسی وقت بھی اپنی عظمت رفتہ کے حصول کے لئے تن من دھن کی بازی لگا سکتی ہے تو اس قوت کا سراغ لگا کر اسی کے خاتمے کا مؤثر اہتمام کیا جائے۔ تاکہ عالم اسلام اس ذلت و پستی کی حالت سے کبھی نجات نہ پا سکے کیونکہ اسی میں تمام طاغوتی اور مادی قوتوں کی عافیت تھی۔ اسلام کی وہ عظیم ایمانی اور انقلابی قوت جس سے عالمِ کفر لرزہ براندام تھا، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ہے۔ یہی عشق تاریخ اسلام میں کبھی نسبت توحید کے افق پر چمکتا دکھائی دیتا ہے اور کبھی نسبت رسالت کے افق پر۔ رندانِ مئے توحید اور اسیرانِ عشقِ رسالت کے انہی قافلوں کے سفر سے اسلام کی روحانی تاریخ عبارت ہے اور اسی سے مسلمانوں کی مذہبی اور روحانی زندگی روز اوّل سے آج تک وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تاریخ میں بارہا سیاسی تغیرات کے باوجود ملت اسلامیہ کا مذہبی اور روحانی نظام زوال پذیر نہ ہو سکا بلکہ اس کے ارتقاء کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔ کیونکہ صوفیائے اسلام کی پیہم تبلیغی مساعی نے ہر دور میں مسلمانوں کے دلوں میں عشق الٰہی اور عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ شمع فروزاں رکھی جس میں ہماری ملّی حیات کی بقا کی ضمانت موجود تھی۔

مشہور مغربی مؤرّخ پروفیسر ہٹی (Philip K. Hitt) بیان کرتے ہیں:

In the darkest hour of political Islam religious Islam has been able to achieve some of its most brilliant victories.(4)

[4] Philip K. Hitti, History of the Arabs, p. 475.

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

''اکثر ایسا ہوا کہ سیاسی اسلام کے تاریک ترین لمحات میں بھی مذہبی اسلام نے کئی شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔''

اِنہی اَسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے انگلستان کے ایک مشہور ذی علم مستشرق پروفیسر ہیملٹن گب (Hamilton A . R. Gibb)نے بیان کیا ہے:

Asia into Turkestan and ---------------The mystics, whether as individual missionaries or China, and in parts of South-eastern Europe.([5])

''صوفیاء اپنی انفرادی تبلیغی حیثیت اوربعد میں اجتماعی سلسلوں کے منظم رکن کے طور پر بھی غیر مسلموں میں اسلام کے فروغ اور سطحی طور پر اسلام قبول کرنے والے قبیلوں میں اسلام کو پختہ کرنے والی سرگرمیوں کے رہنما تھے۔ صوفیاء کی کامیاب ترین کوششیں وہ تھیں جو انہوں نے گنوار ان پڑھ اور بد اخلاق قبائلی لوگوں کو سنوارنے کے لئے کیں۔ انہوں نے وہ بنیادیں استوار کیں جن پر بعد میں آنے والی نسلوں نے اسلام کے بنیادی قانون اور دینیاتی تصورات کو مؤثر طور پر نافذ کیا۔ یہ صوفیاء ہی تھے جن کی وجہ سے آنے والی صدیوں میں اسلام کی مذہبی سرحدیں رفتہ رفتہ افریقہ، ہندوستان، انڈونیشیا، وسطی ایشیاء سے ترکستان، چین اور جنوبی مشرقی یورپ کے کئی حصوں تک پھیل گئیں۔''

ہیملٹن گب (Hamilton A. R. Gibb) مزید لکھتے ہیں:

But while the conflict to maintain the Muslim ideals preserved the spiritual and , there were two distinct societies living side --------------------------------intellectual life of by side and interacting to some extent but in their basic principles opposed to one another.([6])

''جب مسلمانوں کے آئیڈیل کے تحفظ کی جنگ میں صوفیاء اسلام کی روحانی اور فکری زندگی کو جمود سے بچا رہے تھے فقہاء مکمل طور پر ایک ہاری ہوئی جنگ لڑ رہے تھے۔ نقص ان کے اندر ہی تھا کہ اعلیٰ کردار کے علماء نے جب سلطان کے ماتحت مذہبی ذمہ داریاں ترک کرکے پبلک سروس کو چھوڑ دیا تو اس طرح کم کردار اور کم اہلیت کے لوگوں کے لئے میدان خالی ہوگیا۔ اگرچہ ان کی نیت کے اخلاص کا احترام کیا جانا چاہئے لیکن اس قطع تعلق سے ان کی وہ طاقت کمزور پڑ گئی جس سے وہ مسلم

[5] Hamilton A. R. Gibb, Mohammedanism : An Historical Survey, p. 10.
[6] **Hamilton A. R. Gibb, Mohammedanism : An Historical Survey, p. 11.**

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

دنیا کے حصوں میں حکمران طبقہ میں جڑ پکڑنے والی برائیوں کے خلاف مؤثر طور پر لڑ سکتے تھے۔ درمیانی طبقہ نے بالعموم اسلامی آئیڈیل کے مطابق زندگی گزارنا قبول کر لیا گو اس پر انہیں مسلسل استقامت نہ تھی۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا عوام اور علماء میں صوفیاء کے اثرات نفوذ کرتے گئے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں گو یہ قدرے مبالغے کی بات ہے کہ مسلم دنیا میں قبول اسلام کے نقاب کے نیچے پہلو بہ پہلو دو مختلف معاشرے رہ رہے تھے جن کا آپس میں کچھ نہ کچھ تعامل بھی تھا مگر بنیادی اصولوں میں وہ ایک دوسرے کے بالکل متضاد تھے۔‘‘

The expansion of the Ottoman Empire in Asia and North ----------------------- by a sort of concordat that endured into the nineteenth century. (7)

’’ایشیاء اور شمالی افریقہ میں عثمانی سلطنت کی وسعت اور سولہویں صدی میں ہندوستان میں مغل سلطنت کے قیام سے مسلم دنیا کا بڑا حصہ بہت ہی طاقت ور اور مرکزی نظام رکھنے والی ریاستوں کے ماتحت آگیا۔ ان دونوں سلطنتوں کی ایک نمایاں خصوصیت ان کا مسلم روایت اور مقدس قانون پر زور تھا۔ اگرچہ چرچ اور ریاست باہم واحد نہیں تھے کیونکہ فوجی اور بالائی سول طبقہ کلیتاً غیر اسلامی خطوط پر تشکیل شدہ تھا۔ لیکن انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ ایسی رضا مندی پیدا کر لی جو انیسویں صدی (1900ء) تک جاری رہی۔‘‘

Yet of the two channels of Muslim religious life the mystical was the broader and deeper. The seventeenth and early eighteenth centuries saw the apogee of the Sufi brotherhoods. The greater orders spread -------------------------------------, the measure of unity which they achieved and the social stability which they maintained was indeed remarkable.(8)

’’مسلمانوں کے مذہبی زندگی کے دونوں دھاروں سے ان کی زندگی کا صوفیانہ پہلو زیادہ وسیع اور گہرا تھا۔ سترہویں اور ابتدائی اٹھارہویں صدی نے صوفیاء کے سلسلوں کے وسیع حلقوں کا نظارہ کیا اسلامی دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صوفیاء کے سلسلے کا جال پھیل گیا۔ جبکہ چھوٹے اور مقامی ذیلی سلسلوں نے اسلامی معاشرے میں مختلف طبقات اور پیشوں کو آپس میں منسلک کر دیا۔ اس سے الگ دونوں سلطنتوں میں جو اسلامی کلچر اپنے ماضی کے ورثہ پر ہی کھڑا تھا، اس نے اسے محفوظ کر دیا

---

7 **Hamilton A. R. Gibb, Mohammedanism : An Historical Survey, p. 12.**
8 **Hamilton A. R. Gibb, Mohammedanism : An Historical Survey, p. 12.**

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

مگر اس کے فکری سرمائے میں کچھ اضافہ مشکل ہی کیا۔ اسلامی کلچر کے نمائندوں نے خود جو بنیادی فرض محسوس کیا وہ اس کی توسیع پذیری نہ تھا بلکہ اس کا تحفظ، وحدت اور مسلم معیارات کے مطابق سماجی زندگی کا استحکام تھا۔ ان حدود کے اندر انہوں نے وحدت اور سماجی استحکام کا جو درجہ حاصل کیا بلاشبہ بہت ہی قابل تعریف تھا۔‘‘

یہ حقیقت کہ صوفیاء کی تعلیم اور ان کا فکر عشقِ رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر لبریز ہے کسی بھی اہل علم سے مخفی نہیں۔ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز اسی فکر کی نشاندہی کرتے ہوئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست
بحر و بر دَر گوشۂ دامانِ اوست

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق جس نے اپنا سامان (زادِ راہ) بنا لیا، یہ بحری و برّی کائنات اس کے زیرنگیں آگئی(9)

ایک اور مقام پر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس طرح عرض پرداز ہیں کہ عشق و مستی کے ہزاروں قلزم ایک شعر میں محصور نظر آتے ہیں:

ذِکر و فکر و علم و عرفانم توئی

کشتی و دریا و طوفانم توئی

حضور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے ذِکر و فکر اور علم و معرفتِ اِلٰہی کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ دریا اور اس کی طوفانی موجیں، بھی آپ ہیں اور ساحلِ مراد تک پہنچانے والی کشتی بھی آپ ہیں۔(10)

اِسی حقیقت کو اُردو میں علامہ نے اِس طرح دہرایا ہے:

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر

وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ(11)

ایک اور مقام پر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ عشقِ رِسالت کا درس کیف و مستی کی عجیب کیفیت میں ڈوب کر دیتے ہیں:

---

[9] اِقبال، پیامِ مشرق : 190 / 20۔

[10] اِقبال، کلیات (مثنوی پس چہ باید کرد اے اَقوامِ مشرق) : 846 / 50، دَر حضور رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[11] اِقبال، کلیات (بالِ جبریل) : 572، غزلیات (حصہ دُوم)۔

معنیء حرفم کنی تحقیق اگر
بنگری بادیدۂ صدیق اگر
قوت قلب و جگر گردد نبی
از خدا محبوب تر گردد نبی[12]

زوال اسلام کے اس دور میں جب اقبال رحمۃ اللہ علیہ ملت اسلامیہ کے عروق مردہ میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کے ذریعے نئی روح پھونک کر اسے تباہی و ہلاکت سے بچانے کی فکر میں تھے، اسلام دشمن استعماری طاقتیں منظم ہو کر مسلمانوں کے دلوں سے اسی عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبے کو نکالنے کی علمی، فکری اور عملی تدبیریں کر رہی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ اگر مسلمانوں کے دل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ عشق و محبت سے خالی ہو گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت انہیں اپنی کھوئی ہوئی عظمت واپس دلا سکتی ہے نہ اِصلاح و تجدید کی تحریکیں انہیں اپنی منزلِ مراد تک پہنچا سکتی ہیں۔ یہ محض ایک مفروضہ یا خیال خام نہیں بلکہ ایک روشن حقیقت ہے۔ مغربی استعمار کی اسی سازش کی طرف علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرماتے ہوئے کہا تھا:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو[13]

چنانچہ اسی مقصد کے تحت مغربی سامراج نے ایک طرف مسلمانوں کے اندر ایسے فرقہ وارانہ علمی مباحث کی سرکاری سطح پر حوصلہ افزائی شروع کی جن کا ہدف زیادہ تر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و ادب اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات کا اِنکار تھا تاکہ امت میں اہانت رسالت اور گستاخی نبوت کا فتنہ پیدا ہو۔ دوسری طرف یہ فکری میدان اسلامی تحقیق کے نام پر متعصب یہودی اور عیسائی مستشرقین کے سپرد کر دیا گیا جنھوں نے اسلام کی تعلیمات اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت اور سیرت پر اس انداز سے کتب تصنیف کیں کہ اگر ایک خالی الذہن

12 اِقبال، کلیات (اَسرار و رُموز) : 101 / 101، رُکن دُوُم : رِسالت
13 اِقبال، کلیات (ضربِ کلیم) : 1031، ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام

سادہ مسلمان ان تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کا ذہن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور تعلیمات کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان کتابوں کے باقاعدہ مطالعہ سے جو ذہن تشکیل پاتا ہے اسے عشق و ادب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور سے دور کا بھی واسطہ نہیں رہتا۔ اس طرح مسلمانوں کے ذہنوں کو ہر دو طرح مسموم کرنے کا کام آج تک ہو رہا ہے۔

ہماری بدقسمتی کہ بعض مسلم مفکرین کے ہاتھوں بھی نادانستہ یہی کام سرانجام پانے لگا۔ وہ اس طرح کہ جب دورِ جدید میں مسائلِ حیات بدلے اور نئے نئے تقاضوں نے جنم لیا تو کئی مسلم مفکرین نے اسلام کی تعلیمات اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں کو اس انداز سے پیش کرنا شروع کیا کہ عصر حاضر کے چیلنج کا مقابلہ کیا جاسکے۔ ہر چند کہ یہ علمی کوششیں نہ صرف درست تھیں بلکہ تقاضائے وقت کے پیش نظر ضروری تھیں، ان مفکرین کے سامنے مسلمانوں کو درپیش مسئلے کا محض ایک رخ رہا، دوسرا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس شخصیت کے دو پہلو ہیں جو اپنی اپنی جگہ علیحدہ اور مستقل بھی ہیں اور باہم لازم و ملزوم بھی۔ ان میں سے کسی ایک پہلو کو بھی نظرانداز کرنا اسلام کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

(2) سیرت کے فیضان اور تاثیر سے زندگی کے اَعمال و اَقدار کی محرومی

اسلام ایسے اعمال و اقدار کاحامل ہے جو زندگی کو ظاہراً و باطناً ایک مثبت تبدیلی سے آشنا کرتے ہیں۔ اسلام کے یہی اعمال و اقدار ماضی میں مسلمانوں کی مادّی و تعدادی کمزوریوں کے باوجود ان کے غلبہ و تمکنت کا باعث رہے ہیں۔ یہ اعمال و اقدار مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی میں تب ہی موثر ہو سکتے ہیں جب انہیں ذات رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقی اور کلی تعلق میسر ہو۔

مزید برآں فضائل سیرت کے ظاہری پہلوؤں کا بیان بھی عقیدت و محبت کی چاشنی اور تعظیم و تکریم کے رنگ سے اس بنا پر عاری رکھا گیا کہ یہ جدید آداب تحقیق کے منافی ہے، لہٰذا اس غلو سے اپنی تحریروں کو مبرا ہی رکھنا چاہئے۔ نتیجتاً وہ قلبی عقیدت اور والہانہ محبت جو رفتہ رفتہ عشق میں بدل جایا کرتی ہے اس نسل کے دلوں سے ناپید ہوتی گئی اور بقول اقبال تعلیم یافتہ نوجوان نسل اس نوبت کو جا پہنچی ہے:

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

بجھی عشق کی آگ، اندھیر ہے
مسلماں نہیں، راکھ کا ڈھیر ہے(14)

سیرت کے عملی پہلوؤں کے بیان سے فکری و نظری دلائل کی صورت میں عقل پرست طبقے کے اعتراضات کا جواب بھی دیا جاسکتا ہے، اس کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور تعلیمات کو بیشک نئے حالات میں قابل عمل اور نتیجہ خیز بھی ثابت کیا جاسکتا ہے اِس نام نہاد روشن خیالی سے ہماری حیاتِ ملّی پر جو مضر اَثرات مرتب ہوئے وہ محتاج بیان نہیں۔ ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ سیرۃُ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل تصور کو اس طرح اُجاگر کیا جائے کہ آج کی نوجوان نسل جو تلاشِ حقیقت میں سرگرداں ہے اس آفاقی حقیقت سے باخبر ہو کر پھر سے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ حبی تعلق استوار کر لے کہ اس کی نظروں کو دانشِ فرنگ کے جلوے کبھی خیرہ نہ کرسکیں۔ بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف(15)

اور اُنہیں دینِ حق کی اس کامل تعبیر کی صحیح معرفت نصیب ہو جسے اِقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اِس شعری قالب میں ڈھال دیا ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نرسیدی، تمام بولہبی است

دین سارے کا سار درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رسائی کا نام ہے۔ اگر اس در تک ہم نہ پہنچ سکے تو ایمان رُخصت ہو جاتا ہے اور بولہبی باقی رہ جاتی ہے۔ (16)

اَندریں حالات عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اَہمیت کو قرآن و حدیث اور سیرت کی روشنی میں اَزسرِ نو نمایاں کرنا اَشد ضروری بلکہ ناگزیر ہو چکا ہے تاکہ عصر حاضر کے فکری بگاڑ اور عظمت و محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناآشنائی کے سبب پیدا ہونے والے روحانی زوال کا ممکنہ حد تک اِزالہ کیا جاسکے۔ ہماری نظر میں ایک طرف حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ

---

14 اِقبال، کلیات (بالِ جبریل) : 745، ساقی نامہ
15 اِقبال، کلیات (بالِ جبریل) : 599، غزلیات (حصہ دُوُم)۔
16 **اِقبال، کلیات (اَرمغانِ حجاز) : 1140، حسین اَحمد**

محبوبانہ عظمت و شان ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بارگاہ خداوندی میں حاصل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی شوکت و رفعت کا وہ عُلوّ جس کے پھریرے اَقلیمِ فرش و عرش پر پیہم لہرا رہے ہیں اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے فکری، علمی اور عملی عظمت کے وہ پہلو ہوں جن سے دنیائے علم و عمل جگمگا رہی ہے۔ اس جامع اور ہمہ جہت تصور کو حتی المقدور الفاظ کا جامہ پہنا کر عوام الناس میں متعارف کرایا جائے تاکہ تعلیمات اسلام اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا متوازن اور جامع تصور متعارف کرایا جاسکے جو بیک وقت نظروں اور عقلوں کو بھی مطمئن کرے اور دلوں اور روحوں کی اُجڑی بستی بھی سیراب کرے۔

آج اِس اَمر کی بھی اَشد ضرورت ہے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور صلحائے اُمت کے تذکرے عام کئے جائیں جنھوں نے اپنی زندگیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور والہانہ عشق کی بھٹی میں سے گزارتے ہوئے قدم قدم پر ایسے ان منٹ نقوش ثبت کئے ہیں کہ رہتی دنیا تک کوئی محب اپنے محبوب کے لئے محبت کی دنیا میں ایسے نذرانے پیش نہیں کر سکتا۔ ان کی انہی اداؤں کو آج بھی ہم اپنے لئے نمونہ بنا سکتے ہیں کیونکہ پریشان حال امت کے دکھوں کا مداوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر سنت و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بلائے بغیر ناممکن ہے۔

بیانِ فضائل

فضائل سے حضور نبیء اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ پیغمبرانہ روحانی امتیازات اور معجزات و کمالات مراد ہیں جو وقتاً فوقتاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ظاہر ہوتے رہے۔ ان کے ذکر کا مقصد اَوّلیں دلوں پر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و تکریم کا نقش ثبت کرنا ہے۔ یہ تصور اگر دل میں جاگزیں ہو جائے تو اس سے بذاتِ خود حقانیتِ اسلام کی بہت بڑی دلیل ہاتھ آجاتی ہے، کیونکہ انبیاء کرام علیھم السلام کو معجزات عطا کئے جانے کا یہی بنیادی فلسفہ تھا اور مزید یہ کہ مسلمانوں کے دل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ ادب و تعظیم میں منسلک ہو جاتے ہیں۔

بیانِ شمائل

شمائل کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت مبارکہ کے حسنِ ظاہر سے ہے۔ اس کے بیان کا مدعا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات سے محبت کے والہانہ جذبات اہلِ ایمان کے دلوں میں فروغ پائیں۔ یہ فطری بات ہے کہ کسی حسین کے حسن دل پذیر کا تذکرہ کیا جائے تو دل بے اختیار اس کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ کیونکہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں والہانہ

پن ہی ایمان کا حقیقی کمال اور اطاعت و اتباع کی صحیح بنیاد ہے۔ اس بیان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت، سیرت، سنت اور ہر ہر ادا کا فہم اور اس کا پیار فطری طریق سے دلوں میں پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ بھی مقصود ایمان ہے۔

بیانِ خصائل

خصائل کا بیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات و اطوار اور افعال و اعمال سے متعلق ہے، گویا یہ شخصیت مبارکہ کے حسن باطن کا آئینہ دار ہے۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مطالعہ کا موقع فراہم ہوتا ہے تاکہ اس روشنی میں انسان اپنے عمل کی اِصلاح اور اَخلاق کی تطہیر کر سکے اور اپنی زندگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس تعلیمات کے سانچے میں ڈھال سکے۔ یہ پہلو اِطاعت و اِتباع کی ترغیب دیتا ہے اور کمالِ اِیمان اِسی سے متعلق ہے۔

سیرت کے فکری و تعلیماتی پہلو سے اِجتماعی زندگی کی لاتعلقی

اسلام کے اعمال و اقدار کے مجرد رسم میں بدل جانے کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ ملت اسلامیہ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سیرت سے دور ہو گئی۔ زندگی کے کسی بھی پہلو پر سیرت کے واضح اور نمایاں اثرات نہیں رہے۔ سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بصیرت پر مبنی فہم نہ ہونے اور سیرت کے ساتھ زندہ عملی، قلبی اور روحانی تعلق نہ ہونے کے سبب سے نسل نو میں عمل کے نتائج کے باب میں بے یقینی پیدا ہو گئی اور اس بے یقینی نے ملت اِسلامیہ کو اجتماعی سطح پر لادینی طرز فکر اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس بے یقینی کے سبب سے نہ صرف یہ کہ ملتِ اِسلامیہ سے عمل کا داعیہ چھن گیا بلکہ راہِ عمل پر گامزن لوگ بھی اپنے عمل کی مؤثریت سے محروم ہوتے چلے گئے۔ حالانکہ اس سیرت مبارکہ کو جسے اﷲ رب العزت نے اسوۂ حسنہ قرار دے کر اہلِ اِسلام کے لئے تا ابد نمونہ بنایا تھا۔ ایسا نمونہ کامل جس میں حصول نتائج کی ضمانت ہے اور اُنہی احوال و کیفیات اور حالات و واقعات کے پھر سے منصہ شہود پر آنے کی ضمانت ہے جن کے سبب سے دورِ نبوت میں انسانیت تاریکی سے نکل کر روشنی، زوال سے نکل کر عروج اور جہالت سے نکل کر دورِ نو میں داخل ہوئی تھی، وہ اسوۂ حسنہ صرف بیان تک محدود ہو کر رہ گئی۔ ان حالات میں نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام عقیدے کی حد تک تو دین رہا لیکن عملاً ہماری زندگیوں میں بطور ایک مکمل دین کے موجود نہیں رہا اور اس کے نتیجے میں ہماری اجتماعی زندگی کم و بیش ہر دائرے میں تغیرات کی نذر ہو گئی جن میں سیاسی فکر، معاشی و اقتصادی فکر، قانونی فکر، عمرانی اور سماجی فکری، تہذیبی اور ثقافتی فکر، مذہبی فکر اور تعلیمی فکر شامل ہیں۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

غیر اِسلامی دُنیا میں سیرت کے فہم اور اِبلاغ میں درپیش چیلنجز

اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف رسول اسلام نہیں بلکہ رسول انسانیت بنا کر بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پوری اِنسانیت کے لئے کامیابی کا پیغام ہے۔لیکن تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں کچھ ایسے عوامل ضرور کار فرما رہے جن کے سبب سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا یہ پیغام پورے عالم تک نہیں پہنچ سکا۔ غیر اسلامی دنیا میں سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کے دو بڑے اسباب ہیں:

اسلام اور مغرب کی معاشرتی اَقدار کا فرق

مغربی مصنفین اور مفکرین کی متعصبانہ تحریریں اور اِسلام کے بارے میں تعصب پر مبنی پروپیگنڈہ

(ا) اِسلام اور مغرب کی معاشرتی اَقدار کا فرق

مغرب کا اِسلام کے حوالے سے دورِ جدید میں سامنے آنے والا ردِعمل بنیادی طور پر اسلام اور مغرب کے سماجی اور عمرانی ڈھانچے کے فرق کے سبب سے ہے۔ اِسلام کا سماجی، عمرانی اور معاشرتی ڈھانچہ مغرب کے نظامِ معاشرت سے کلیتاً مختلف ہے۔ اسلام کی بنیادی اقدار انجام کار مغرب کو اسلام دُشمنی پر مجبور کرتی ہیں۔ ایک مغربی مفکر لکھتا ہے:

The most basic cultural fault line between the west and Islam does not concern democracy-it involves issues of gender equality and sexual liberalization.([17])

’’اسلام اور مغرب میں بنیادی ثقافتی تفاوت کی حد کا تعلق جمہوریت سے نہیں، بلکہ اس کا تعلق نوعی مساوات اور جنسی آزادی سے ہے‘‘

The social values of gender equality and sexual liberalization could plausibly lie at the heart of any "clash" between Islam and the west. The analysis of these social attitudes reveals the extent of the gulf between Islam and the west, with a stronger and more significant gap on these issues than across most of the political values.([18])

[17] Ronald Inglehart, Pippa Norris, Sacred and Secular : Religion and Politics Worldwide, p. 155.
[18] Ronald Inglehart, Pippa Norris, Sacred and Secular : Religion and Politics Worldwide, p. 149.

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

’’۔۔۔ نوعی مساوات اور جنسی آزاد روی کی سماجی اقدار یقینی طور پر اسلام اور مغرب میں کسی تصادم کی بنیاد بن سکتی ہیں۔ ان سماجی رویوں کا تجزیہ اسلام اور مغرب میں موجود خلیج کی نوعیت کو واضح کرتا ہے، جو سیاسی اقدار میں موجود خلیج سے زیادہ موثر اور اہم ہے۔‘‘

اِسلام کی معاشرتی اقدار صرف معاشرے تک ہی محدود نہیں بلکہ اُن کا براہ راست اثر اجتماعی نظام اور حکومت کی تشکیل پر پڑتا ہے اور یہاں بھی اسلام اور مغرب کی اقداری حدیں الگ ہوتی چلی جاتی ہیں:

Islam (is) personal piety and worship of God in a framework of revealed universal Islam in its - - - ethical principles which are to be implemented in human life. personal pietism and Quranic ethical universalism is meant to do this.([19])

’’اسلام وحی پر مبنی آفاقی اخلاقی اقدار کے اندر انفرادی پاکبازی اور اللہ کی بندگی کا نام ہے۔ اسلام اسے انسانی زندگی میں نافذ کرنا چاہتا ہے۔ اسلام اپنی انفرادی پاکبازی کی تعلیمات اور قرآن کی آفاقی اخلاقیات کے تحت اسے روبہ عمل کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔۔۔‘‘

(2) مغربی مفکرین کا اِسلام کے خلاف متعصبانہ پراپیگنڈہ

اسلام اور مغرب کی موجودہ آویزش کا پس منظر مغالطوں، تعصب اور حقائق کے منافی پراپیگنڈے پر مبنی ہے جو آج تک جاری ہے۔

یہ ایک تاریخی المیہ ہے کہ اسلام کی اس فطری فروغ پذیری کو جو انسانیت کی ضرورت بھی تھی، عیسائیت نے اپنے لئے علمی، فکری، مذہبی، سماجی اور سیاسی خطرہ محسوس کیا([20]) جو تاریخ کی فطری حرکت کی غلط تفہیم تھی۔ انہوں نے اسلام کو بدنام کرنے کے لئے غلط اور کذب پر مبنی خودساختہ کہانیاں مشہور کر دیں جن کاہدف حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی تھی۔ انہوں نے مشہور کیا کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جادوگر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رومن چرچ کے ایک Cardinal تھے جو پوپ بننے کی تمنا میں ایک نئے مذہب کے بانی بن گئے۔ ([21])

[19] David Marquand, Ronald L. Nettler, Religion and Democracy, pp. 53-54.
[20] Maxime Rodinson, The Western Image & Western Studies of Islam in Joseph Schacht & C. E. Bosworth, eds., The Legacy of Islam, p. 9.
[21] Albert Hourani, Europe and the Middle East, p. 9.

ایک مغربی مصنف ساؤدرن (R. W. Southern) لکھتا ہے کہ 1100ء سے قبل میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صرف ایک جگہ ذکر پڑھا مگر 1120ء کے بعد کا ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں علم ان کی حقیقی سیرت کے برعکس معلومات پر مبنی ہے (22) کیونکہ اسلام پر افسانہ کی حد تک بڑھے ہوئے جھوٹ اور کذب و افتراء پر مبنی الزامات عائد کئے گئے۔ (23) بلکہ ایک مغربی سیرت نگار نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے حالات لکھتے ہوئے جتنی زیادہ برائیاں لکھ سکتے ہو لکھو۔ (24) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشخص کو بگاڑ کر پیش کرو۔ (معاذ اللہ)

اسلام کے فروغ کے ساتھ جب عیسائی دنیا میں اقلیتی مسلمان فاتحین اکثریت میں بدلنے لگے تو عیسائی مذہبی طبقوں (Clergy) نے اسے اپنے لئے خطرہ قرار دیا۔ (25) یہی احساس آگے چل کر صلیبی جنگوں میں بدلا، اسلام اور عیسائیت کے مستقبل کے تعلقات کے تعین میں 11ویں سے 13 ویں صدی میں ہونے والی صلیبی جنگوں نے بھی کلیدی کردار ادا کیا۔ (26) جن کے حقیقی اسباب کے بارے میں آج بھی اکثر مغربی مفکرین ابہام و التباس کا شکار ہیں۔ (27) ان جنگوں کا اثر یہ ہو اکہ مسلم دنیا میں عیسائیت کے متشدد قوم کا تاثر پیدا ہوا۔ (28) اور آج مغرب کی سرگرمیوں سے یہ تاثر مزید تقویت پذیر ہو رہا ہے۔(29) آنے والے دور میں ترکی عثمانیوں کا اقتدار یورپ کے لئے مزید خطرہ بن گیا کیونکہ اس دور میں سات لاکھ آبادی (7,00,000) کا استنبول طاقت و تہذیب کا علمی مرکز تھا۔ (30)

مگر مسلمانوں کی طاقت و اقتدار کا یہ نصف النہار بھی آج کے مغربی عروج سے بالکل مختلف تھا۔ اسلام کے ابتدائی حکمرانوں کی طرح ترک عثمانی کی عیسائیت اور دیگر اقلیتوں کے حوالے سے ریاستی

[22] Southern R. W., Western Views of Islam and the Middle Ages, p. 28.
[23] John L. Esposito, The Islamic Threat : Myth or Reality? p. 43.
[24] Southern, R. W., Western Views of Islam and the Middle Ages, p. 31.
[25] Stephen Humphreys, R., Islamic History : A Framework for Inquiry, p. 250.
[26] John L. Esposito, The Islamic Threat, p. 37, 38.
[27] Runciman, S., A History of the Crusade, p.54
[28] John L. Esposito, The Islamic Threat, p. 38.
[29] Bosworth, CE., 'The Historical Background of Islamic Civilization' in R.M. Savory, ed., Introduction to Islamic Civilization, p. 25.
[30] Ira Lapidus, A History of Islamic Societies, p. 330.

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

پالیسی بہت ہی لچک دار (flexible) تھی۔ یہی وجہ تھی کہ دنیائے عیسائیت (Christiandom) کے عیسائی بھی یہ کہتے تھے: ([31])

''پوپ کے تکونی تاج سے ترکوں کی پگڑی بہتر ہے۔''

مسلمانوں کے اس حسن سلوک کے باوجود ان کے خلاف یورپ میں منفی پراپیگنڈے کی مہم جاری رہی جس کا ثبوت کروشیا کے مصنف Bartholomew Gregevich کی سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب Miseries & Tribulations of the Christians held in Tribute and Slavery by the Turksہے۔ ([32])

یہ امر قابل افسوس ہے کہ جس طرح ماضی میں یورپ کا تصورِاسلام جہالت پر مبنی تھا وہی تصور آج ان کے باہمی تعلقات کی نوعیت طے کر رہا ہے، ([33]) اور آج تک مغرب میں اسلام کے یورپ پر احسانات کا منصفانہ اور حقیقت پسندانہ تجزیہ نہیں ہو سکا اور اگر کہیں آواز بلند بھی ہوئی تو اسے سماعت سلیمہ میسر نہیں آئی۔ ([34])

آج اگر مغربی میڈیا میں عربوں کے امیج کو دیکھیں تو وہ عیاش، غافل اور کاہل دولتمندوں کا امیج ہے۔ ([35]) جسے دورِ حاضر کے تقاضوں کا کوئی احساس و شعور نہیں بلکہ وہ دنیا کو دور تاریکی کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ جب اس طرح کی میڈیا مہم کل وقتی طور پر جاری ہو گی تو لامحالہ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ مغربی دانشور اسلام کو جدید تہذیب و ترقی کا دشمن و قاتل تصور کرنے لگیں گے۔ ([36]) یہی وجہ ہے کہ مغربی دانشوروں نے تمام دہشت گردانہ سرگرمیوں کا ناطہ اسلام اور مسلم دنیا سے جوڑ دیا([37]) اور یہ ثابت کرنے پر تل گئے کہ مسلمان ظالم اور وحشی قوم ہیں۔

حالانکہ اسلام کے ارتقاء و عروج میں ایسا کوئی شائبہ تک موجود نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی فروغ کا سبب اس کی حملہ آوری نہیں بلکہ اس کا عظیم سوشل، اخلاقی اور سیاسی نظام تھا۔ گو اسلامی افواج کے لوگ عرب قبائل کے غیر تعلیم یافتہ افراد تھے مگر ان کا مطمع نظر کشور کشائی یا

31 ibid
32 Arthur Goldschmidt Jr., A Concise History of the Middle East, p. 132.
33 Paul Coles, The Ottoman Impact on Europe, p. 146-47.
34 Paul Coles, The Ottoman Impact on Europe, p. 146-47.
35 Albert Hourani, Europe & the Middle East, p. 10.
36 Southern, R.W., Western view of Islam & Middle Ages, p. 2.
37 Jack G. Shaheen, The TV Arab, p. 4.

دنیاوی مال و متاع نہ تھا بلکہ دنیا کو اسلام کے عطا کردہ عدل و انصاف کا گہوارہ بنانا تھا۔ اس بنیادی فلسفہ کے زیراثر ترقی پانے والی مملکت کا زمانہ تاریخ انسانی کے تہذیبی و ثقافتی ارتقاء کا سنہری زمانہ تھا جو آنے والے ادوار میں مغرب اور دوسری دنیا کے لئے بھی علوم و حکمت کے دروازوں کے کھلنے کا باعث بنا۔ ([38])اِسلام کے بارے میں اہل مغرب میں پائے جانے والے مخاصمانہ اور متعصبانہ افکار و نظریات کا اثر ہے کہ ژاک دریدا (Jacques Darrida, 1930-2004) جیسے روشن خیال مفکر کا شاگرد فرانسس فوکویاما (Francis Fokoyama) مغربی فکر و عمل اور نظریے کو تاریخ کی معراج قرار دیتے ہوئے اِسلام کو از کار رفتہ نظریہ حیات قرار دیتا ہے ([39])

The days of Islam's cultural conquests, it would seem, are over. It can win back lapsed adherents, but has no resonance for the young people of Berlin, Tokyo or Moscow.

’’ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اسلام کی ثقافتی فتح کا زمانہ گزر چکا۔ اب تو یہ صرف کچھ مہمل معتقدوں کو ہی مسخر کر سکتا ہے، اس میں برلن، ٹوکیو اور ماسکو کی نوجوان نسل کے لئے کوئی کشش نہیں رہی۔‘‘

عالم مغرب میں اِسلام کے ابلاغ اور سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں پائے جانے والی غلط فہمیوں کے ازالے کے لئے ہمہ گیر علمی و فکری کوششیں کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کوششوں کی دو جہتیں ہو سکتی ہیں:

1. اِسلام کے بارے میں منصفانہ موقف رکھنے والے مغربی مصنفین کے موقف کا مطالعہ
2. سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقلی اور استدلالی بنیادوں پر تبلیغ

مغربی مفکرین میں ایسے سلیم الفکر لوگ موجود ہیں جنہوں نے اِسلام اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا منصفانہ جائزہ لیا اور حقائق کو کما حقہ‘ پیش کیا۔ ایسے مفکرین کی آراء کو اہل مغرب میں عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اسلام کا مطالعہ صرف متعصب مفکرین ہی کے فکر کے آئینے میں نہ کریں بلکہ غیر جانبدارانہ آراء تک بھی رسائی پا سکیں۔ کیونکہ تاحال اکثر و بیشتر

[38] Edward Saeed, Covering Islam : How the Media and the Experts Determine, How we see the rest of the World, p. 51.

[39] Fukuyama F., The End of History and the Last Man, pp. 45-6.

اسلام اور پیغمبرِ اِسلام کو منفی پراپیگنڈہ ہی کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ منٹگمری واٹ(Watt M. Watt) لکھتا ہے: ([40])

Of all the world's great men none has been so much maligned as Muhammad. For centuries Islam was the great enemy of Christianity.

''دنیا کے جملہ عظیم انسانوں میں سے کسی کو تہمت اوربدگوئی کا اتنا نشانہ نہیں بنایا گیا جتنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بنایا گیا۔ صدیوں تک عیسائیت کا سب سے بڑا دشمن اسلام رہا۔''

اب ہم یہاں مغربی مفکرین کی تحریروں سے کچھ اقتباسات دے رہے ہیں جن سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کے حوالے سے ان کی آراء کا پتہ چلتا ہے:

سرولیم میور (Sir William Muir) اپنی کتاب The Life of Mahomet میں لکھتا ہے: ([41])

All authorities agree in ascribing to the youth of Mahomet a modesty of the deportment and purity of manners rare among the people of Mecca.

''تمام ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد شباب حیاء و پاکیزگی اور اعلی اخلاقی اَقدار کا حامل تھا جو مکہ کے لوگوں میں بہت کم پائی جاتی تھی۔''

سر ولیم میور (Sir William Muir) مزید لکھتا ہے: ([42])

benevolent disposition pervades all --------A patriarchal simplicity pervaded his life these illustrations of his character.

''ایک بزرگانہ سادگی ان کی زندگی پر چھائی ہوئی تھی۔ ہر کام کو اپنے ہاتھ سے کرنا ان کا معمول تھا۔ کسی سوالی کو 'نہ' کا جواب دینا انہیں ناپسند تھا۔ اگر کسی کی فریاد کا جواب اثبات میں نہ دے پاتے تو خاموشی کو ترجیح دیتے۔ یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی نے ان کو گھر آنے کی دعوت دی ہو اور انہوں نے انکار کیا ہو۔ خواہ دعوت دینے والا کتنا ہی کم حیثیت اور ادنیٰ درجے کا ہوتا۔ اسی طرح وہ کسی کا تحفہ قبول کرنے سے انکار نہ کرتے خواہ وہ کتنا ادنیٰ کیوں نہ ہوتا۔ مصیبت اور مشکل کے وقت بھی وہ اپنے دسترخوان پر کھانے کے لئے دوسروں کو بلالیتے۔وہ انہیں ہم نشینوں میں ہر ایک کے ذاتی آرام کا

[40] Watt Montgomery Watt, Muhammad, Prophet and Statesman, p. 231.
[41] Sir William Muir, The Life of Mahomet, vol. II, p.14.
[42] Sir William Muir, The Life of Mohammed, p.512.

اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر خیال رکھتے۔ ان کی سیرت و کردار کے ہر گوشے میں ایک کریمانہ خوش مزاجی سایہ فگن تھی۔‘‘

لیسی جان سٹون (P. de. Lacy Johnstone) اپنی تصنیف Muhammad and his Followers میں لکھتا ہے: (43)

He enjoyed a high character among the citizens and nothing stands against his name.

’’مکہ کے شہریوں میں ان کا کردار اور سیرت ارفع و اعلی تھی اور ان کے نام پر کوئی دھبہ نہ تھا۔‘‘

ایملی ڈرمنگھم (Emile Dermengham) اپنی کتاب The Life of Muhomet میں لکھتا ہے: (44)

Mahomet's youth has been chaste.

’’محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جوانی حیاء و پاکیزگی کے ساتھ بسر ہوئی۔‘‘(45)

Mahomet's house was a model of conjugal happiness and domestic virtues; Khadija made an ideal wife for Mahomet, who was the best of husbands. This man remained faithful to one wife much older than himself for a quarter of a century.

’’محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا گھر ازدواجی سیرت اور گھریلو خوبیوں اور نیکیوں کا مرقع تھا۔ خدیجہ (رضی االلہ عنہا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مثالی بیوی تھیں اور وہ سب شوہروں سے بہترین شوہر تھے۔ آپ وہ انسان تھے جو چوتھائی صدی تک ایک ہی بیوی کے وفادار رہے جو ان سے عمر میں کافی بڑی تھیں۔‘‘

ڈی ایس مرگولیتھ (D.S Margoliouth) اپنی کتاب Muhammad and Rise of Islam میں لکھتا ہے (46):

. In later times a whole hierarchy of deputies was ------Ever since the taking of established for the purpose of discharging those duties.

’’مکہ پر اختیار پانے تک پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک محنتی سرگرم حکمران کی طرح محنتِ شاقہ سے مہمات کو منظم کرنے، لوگوں سے ملاقات کرنے، ایلچیوں کو روانہ کرنے اور خطوط لکھوانے

43 P De. Lacy Johnstone, Muhammad and His Followers, p. 51.
44 Emile Dermengham, The Life of Mahomet, Tr. by Arabella York, p. 52
45 ibid
46 Margoliouth, D. S., Mohammad and Rise of Islam, p.448.

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

میں مشغول رہتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ شکایات سنتے، انصاف مہیا کرتے اور شرعی قوانین کی تشریح و تعبیر بھی کرتے تھے۔ آپ مسلسل کام میں لگے رہتے اور دن کے اوقات میں بھی آرام نہ کرتے۔ کوئی بھی مسئلہ ہوتا آپ مشاورت کرنے اور بات سننے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے۔ زمامِ اختیار آپ نے اپنے ہاتھ میں رکھی اور وفات تک وسیع اور روز افزوں کاروبار حکومتِ جس کی بنیاد آپ نے رکھی، کے خارجی اور داخلی معاملات نپٹانے میں مصروف رہے۔ آپ ہی مملکت کے روحانی اور دنیاوی سربراہ تھے۔ آخری زمانے میں ان فرائض کی بجا آوری کے لئے حکومت میں آپ کے نائبین کا نظام قائم کیا گیا۔‘‘
وہ مزید لکھتا ہے: (47)

But amid all the duties of a general, legislator, judge, and diplomat, the prophet did not neglect those of preacher and teacher: his advice was demanded on all possible questions, the occasions were few on which he failed to give it.

بحیثیت ایک سپہ سالار، شارع، منصف اور سفارت کار کے ان فرائض کی انجام دہی کے دوران میں آپ کبھی معلم اور مبلغ کی ذمہ داریاں ادا کرنے میں غفلت و تساہل سے کام نہیں لیتے تھے۔ تمام ممکنہ سوالات پر آپ سے مشورہ طلب کیا جاتا اور ایسے مواقع کبھی نہیں آئے جب آپ سے کوئی جواب نہ بن پایا ہو۔‘‘
ڈی ایس مرگولیتھ (Rev. D. S. Margoliouth) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا لفظی مرقع یوں پیش کرتا ہے (48):

. This ---------- Another of those domestic scenes is somewhat different in character. the Prophet does not permit, but he gives his wives the. choice of quitting him if they prefer the present world. A'isha declines the offer, and the others follow suit.

’’ان گھریلو مناظر میں سے ایک منظر کچھ مختلف انداز پیش کرتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دروازے پر دستک دیتے ہیں اور انہیں پہلے اندر آنے کی اجازت نہیں ملتی۔ جب انہیں اندر آنے کی اجازت مل جاتی ہے تو وہ پیغمبر کو بیویوں کے درمیان خاموش و افسردہ پاتے ہیں وہ گھریلو سامان رسد کی فرمائش کر رہی تھیں جو وہ (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہیں مہیا نہ کرسکے۔ عمر رضی اللہ عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس افسردہ ماحول

47 Margoliouth, D. S., Mohammad and Rise of Islam, pp. 463-464.
48 Margoliouth, D. S., Mohammed and the Rise of Islam, p. 418.

سے نکالنے کی امید لئے بیان کرتے ہیں کہ کس طرح ان کی بیوی نے کچھ رقم طلب کی تو انہوں نے اس کا جواب گردن پر مکہ مار کردیا۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس پر ہنستے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کی بیویاں بھی اس طرح چیزوں کے لئے مسلسل اصرار کرتی رہی ہیں۔ دونوں دوستوں نے اپنی بیٹیوں پر عمر رضی اللہ عنہ کے مصلحت آمیز طریقے کو آزمانا چاہا جس کی پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں اجازت نہ دی۔ لیکن وہ اپنی بیویوں کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ اگر وہ دنیاوی ساز و سامان چاہتی ہیں تو وہ اسے ترجیح دیتے ہوئے انہیں چھوڑ سکتی ہیں۔ عائشہ (رضی االلہ عنہا) اس پیشکش کو ٹھکرا رہی ہیں اور دوسری بیویاں بھی ایسا ہی کرتی ہیں۔''

معروف مغربی مفکر ایڈورڈ گبن (Edward Gibbon) اپنی تصنیف ''زوالِ سلطنتِ رومہ'' میں لکھتا ہے (49):

The good sense of Mohammad despised the pomp of royalty------------ but his ordinary food consisted of dates and water.

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اچھی افتادِ طبع شاہانہ شان و شوکت کو خاطر میں نہ لاتی تھی۔ خدا کے رسول کو روز مرہ گھریلو کام کرنے میں کوئی عار نہ تھی۔ وہ آگ جلالیتے، فرش کی صفائی ستھرائی کر کے بکریوں کا دودھ دوہ لیتے اور اپنے ہاتھ سے جوتوں کی مرمت کرتے اور اونی کپڑوں کو پیوند لگالیتے۔ راہبانہ طرز زندگی کو حقارت سے مسترد کرتے ہوئے بغیر کسی لگی لپٹی اور دکھلاوے کے وہ ایک عرب سپاہی کی طرح سادہ غذا پر گزر بسر کرتے۔ سنجیدہ مواقع پر وہ اپنے ساتھیوں کی تواضع اور مہمان نوازی دیہاتی وافر کھانوں کی ضیافت کے ساتھ کرتے۔ لیکن گھریلو زندگی میں کئی کئی ہفتے گزر جاتے اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر چولہے میں آگ نہ جلائی جاتی۔ انہوں نے اپنے ذاتی عمل سے امتناعِ شراب کی تصدیق کی۔ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے اور اپنی بھوک جو کی روٹی سے مٹاتے، شہد اور دودھ سے لطف اندوز ہوتے لیکن ان کی معمول کی خوراک کھجور اور پانی پر مشتمل تھی۔''

جرمن مفکر گوسٹاویل (Gustav Weil) اپنی تصنیف History of the Islamic Peoples میں لکھتا ہے (50):

---

49 Edward Gibbon, The Decline and Fall of the Roman Empire, vol. 2, p. 694.
50 Gustav Weil, History of the Islamic Peoples, (Tr. by S. Khuda Bakhsh), p. 27.

Mohammad set a shining example to his people. His character was pure and stainless. His house, his dress, his food, these were characterized by a rare simplicity.

’’محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے لوگوں کے لئے ایک تابندہ مثال قائم کی۔ ان کا کردار پاکیزہ اور بے داغ تھا۔ ان کا گھر، مکان اور غذا سب میں فقید المثال سادگی جھلکتی تھی۔‘‘

ایڈورڈ فری مین (Edward Freeman) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا نقشہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: ([51])

He reared no palace for his own honour by the side of the temple which he recovered to the honour of God. The city of his fathers, the metropolis of his race, the shrine of his religion, was again deserted for his own humble dwellings among those who had stood by him in the days of his trial. Muhammad was now spiritual and temporal ruler.

’’انہوں نے عبادت گاہ (مسجد نبوی) کے پہلو میں جہاں وہ خدا کی تقدیس بیان کرتے تھے اپنے جاہ و جلال کے لئے کوئی محل تعمیر نہ کیا۔ ان کے آبا و اجداد کا شہر (مکہ)، جو اُن کے خاندان کا ام البلاد اور مذہب کا مرکز تھا، اُن کے لئے ان دوستوں کے درمیان رہنے کے لئے جنہوں نے آزمائش کے وقت ان کا ساتھ دیا تھا دوبارہ مسخر ہو گیا۔ اب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحانی اور دنیاوی اعتبار سے حکمران تھے۔‘‘

انسائیکلوپیڈیا امریکانہ (Encyclopedia Americana) میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا گیا: ([52])

His Personality was strong and dominant, but his domestic life was as simple as his frugality at meals. He was kind and generous, a tender father and a loyal friend. Even at the height of his power he lived in a miserable hut, slept upon straw and his pillow was made of palm-leaves covered with leather.

[51] Edward A. Freeman, History and Conquests of the Saracens, p. 36-37.
[52] The Encyclopedia Americana, 1947 Edition, vol. 19, p. 294.

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

’’ان کی شخصیت مضبوط، توانا اور بہمہ اعتبار سب پر حاوی تھی۔ لیکن ان کی گھریلو زندگی اتنی ہی سادہ تھی جتنی کفایت شعاری وہ اپنی خوراک میں اختیار کئے ہوئے تھے۔ وہ سخی، رحمدل، شفیق باپ اور ایک وفادار دوست تھے۔ اپنے اختیار و اقتدار کے بام عروج پر ہوتے ہوئے بھی وہ ایک ادنی کٹیا میں گزر بسر کرتے۔ بوریا پر خواب استراحت فرماتے اور ان کا سرہانہ کھجور کے پتوں کا بنا ہوتا جس پر چمڑا چڑھایا گیا تھا۔‘‘

چارلس ملز (Charles Mills) اپنی تصنیف History of Muhammedanism میں لکھتا ہے: ([53])

. The ----------In the possession of the kind and generous affections of the heart sincerity of his exhortations to benevolence was testified at his death by the exhausted state of his coffers.

’’ان کا دل فیاضانہ شفقتوں اور مہربانیوں کا گہوارہ تھا۔ اپنے معاشرتی اور خانگی فرائض کو انجام دیتے ہوئے وہ رسول خدا کے منصب پر حرف نہ آنے دیتے۔ مزاج کی اس سادگی سے جو فطرت کے خمیر سے پھوٹتی ہوئی اعلیٰ دماغی کی مظہر ہے، وہ ادنیٰ سے ادنیٰ کام کرنے سے بھی عار نہ کھاتے۔ ان کا طرزِ تکلم خود نمائی سے عاری تھا۔ اس وقت بھی جب وہ خطۂ عرب کے مالک تھے وہ اپنے جوتے اور موٹے اونی لباس کی خود مرمت کرتے۔ بکریوں کا دودھ دوہتے، گھر کے فرش کی جھاڑ پونجھ کرتے اور آگ جلاتے تھے۔ کھجوریں اور پانی ان کی معمول کی غذا تھی۔ شہد اور دودھ ان کے لئے سامانِ تعیش تھا جب وہ سفر پر ہوتے تو وہ خادم کو اپنے ساتھ شریک طعام کرلیتے۔ ان کی پند و موعظت کے اخلاص اور کریم النفسی کی تصدیق ان کی وفات پر ان کے جمع کردہ پونجی کی بے سروسامانی سے ہوتی ہے۔‘‘

ول ڈیورانٹ (Will Durant) اپنی تصنیف The Age of Faith میں لکھتا ہے: ([54])

His simple foods were dates and barley bread, milk and honey were occasional luxuries----------, less upon himself, much in charity.

’’ان کی سادہ غذا کھجوروں اور جو کی روٹی پر مشتمل تھی۔ دودھ اور شہد کا استعمال خاص موقعوں پر ہوتا تھا۔ بڑوں سے خندہ پیشانی اور چھوٹوں سے عاجزی اور انکساری سے پیش آتے، متکبر اور امیر کبیر لوگوں سے پروقار متانت کا مظاہرہ کرتے اور خدام سے درگزر کرتے۔ وہ اپنے پرائے دوست دشمن

---

[53] Charles Mills, History of Mohammedanism, p. 39.
[54] Will Durant, The Age of Faith, p. 173.

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

سب پر مہربان تھے۔ وہ بیماروں کی عیادت کرتے، جنازہ چاہے کسی کا بھی ہوتا اس میں شریک ہوتے، ان میں اقتدار و اختیار کی ذرہ بھر خو بو نہیں تھی۔ اپنے لئے کسی قسم کا امتیاز اور تفوق و برتری پسند نہیں کرتے تھے۔ غلام بھی کھانے کی دعوت دیتا تو اسے قبول کرلیتے اور غلام سے بھی وہ کام کرنے کو نہ کہتے جسے کرنے کے لئے ان کے پاس ہمت اور وقت ہوتا۔ مال غنیمت اور آمدنی جو باہر سے وصول ہوتی اسے اپنے گھر والوں پر خرچ نہ کرتے اور اسے اپنی ذات پر خرچ کرنے کی بجائے صدقہ و خیرات میں دے دیتے۔''

سر جان گلب (Sir John Glubb) اپنی کتاب The Empire of Arabs میں لکھتا ہے: (55)

The Prophet never accumulated wealth nor even made use of the most elementary comforts. His food, his clothing, his house and its furnishings were simple in the extreme, even when ample money was available if he had been interested in it.

''پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کبھی مال جمع نہ کرتے اور نہ ہی انتہائی معمولی آرام و آسائش کا سامان استعمال میں لاتے۔ ان کے گھر کا ساز و سامان انتہائی سادہ ہوتا اور اگر رقم کافی مقدار میں آجاتی تب بھی انہیں اس میں کوئی دلچسپی نہ ہوتی۔''

برٹریم تھامس (Bertram Thomas) اپنی تصنیف The Arabs میں لکھتا ہے: (56)

There was an essential Puritanism in his system.-----------He was a man without pride,

''بحیثیت انسان ان میں غرور و رعونت اور نام و نمو د نام کو بھی نہیں تھا۔ ریاکاری اور دکھاوا ان کو چھو کر بھی نہیں گزارا تھا۔ وہ ہرگز چرب زبان نہیں تھے بلکہ ایک مضبوط اور انصاف پرور انسان تھے۔ ان کے پاس اتنا سامان تھا جس سے وہ تن و جاں کا رشتہ برقرار رکھ سکتے تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نمود و نمائش سے نفرت تھی وہ حد درجہ سادہ زندگی بسر کرتے جو عجز و خاکساری کا مرقع تھی۔ انہیں اپنے ہاتھوں معمولی سے معمولی کام کرنے میں بھی عار نہیں تھا۔''

جے جے سانڈرز (J. J. Saunders) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصی زندگی کے بارے میں بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے (57)

---

55 Sir John Glubb, The Empire of the Arabs, p. 54.
56 Bertram Thomas, The Arabs, p. 65-66.
57 Saunders, J. J., History of Medieval Islam, p. 34.

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

...his habits were so simple that even in the last days in Medina, when he governed Arabia; he mended his own clothes and cobbled his own shoes. His piety was sincere and unaffected.

’’ان کی عادات اتنی سادہ تھیں کہ مدینہ کے آخری ایام میں بھی جب وہ عرب کے حکمران تھے وہ اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگاتے اور جوتوں کو مرمت خود کرلیتے تھے۔ ان کی پارسائی اور تقویٰ میں نام کو بھی بناوٹ نہیں تھی۔‘‘

فلپ کے ہٹی (Philip K. Hitti) اپنی تصنیف History of the Arabs میں لکھتا ہے: ([58])

Even in the height of his glory Muhammad led, as in his days of obscurity, an unpretentious life in one of those clay houses as do all old-fashioned houses of present- day Arabia and Syria. He was often seen mending his own clothes and was at all times within the reach of his people. The little he left he regarded it as state property.

’’اپنی عظمت کے دور عروج میں بھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسی طرح زندگی بسر کرتے جس طرح وہ بے سروسامانی اور گمنامی کے زمانے میں بسر کرتے تھے۔ مٹی کے لیپے ہوئے گھر میں ایسی زندگی جو شان و شوکت اور نمود و نمائش سے عاری تھی۔ جس کٹیا میں رہتے اس کا موازنہ آج کے عرب اور شام کے قدیم طرز کے جھونپڑوں سے کیا جاسکتا ہے انہیں اکثر اپنے کپڑے کو آپ پیوند لگاتے دیکھا گیا۔ وہ ہمہ وقت لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے۔ جو کچھ قلیل سامان ان کے پاس تھا اسے وہ ریاست کی ملکیت تصور کرتے تھے۔‘‘

متعصب عیسائی پادری ولسن کیش (W. Wilson Cash) اپنی تصنیف The Expansion of Islam میں لکھتا ہے: ([59])

His life was very simple and primitive. He never assumed the garb of an eastern potentate. He was always accessible to his followers.

’’ان کی زندگی انتہائی سادہ اور بے تصنع تھی۔ وہ کبھی بھی مشرقی حاکم اعلیٰ کا لباس زیب تن نہ کرتے۔ ان تک ہمیشہ ان کے پیروکاروں کی رسائی رہتی تھی۔‘‘

58 Philip K. Hitti, History of the Arabs, p. 120.
59 Wilson Cash, W., The Expansion of Islam, p. 14.

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 87-111.
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

بودلے (R.V.C. Bodley) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لکھتے ہوئے بیان کرتا ہے: ([60])

To an American or English or Japanese Muslim, Mohammed's life suggests something primitive, something in the order of an anchorite. It is as unimaginable as that of Jesus to the average Christian.

’’ایک امریکی، انگریز یا جاپانی مسلمان کے نزدیک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی میں سادگی اور گوشہ نشینی کا رنگ جھلکتا تھا یہ اتنا ہی ماورائے تصور ہے جتنا ایک اوسط درجے کے عیسائی کی نظر میں یسوع مسیح کی ذات کا تصور ابھرتا ہے۔‘‘

خلاصہ

مغربی اہل قلم سے چند نمایاں مصنفین کی تحریروں کے متذکرہ بالا اقتباسات اس امر کو واضح کرتے ہیں کہ اگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ غیر جانبداری اور دیانت داری سے کیا جائے، چاہے مطالعہ کرنے والا کسی بھی خطے، مذہب یا نظریے سے تعلق رکھتا ہو اس کا حاصل اس کے سوا کچھ نہ ہو گا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسوۂ حسنہ ہی انسانیت کے لئے ابدی نمونہ کامل ہو سکتی ہے۔ اگر ہم ان تمام جہات کا احاطہ کرتے ہوئے سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام عالمِ انسانیت تک پہنچانے کی سعی کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ دُنیا بھر میں سلیم الفکر رکھنے والے لوگ اِسلام کے اصل چہرے سے آشنا نہ ہوں۔

عالمی سطح پر سیرت کے مؤثر ابلاغ کے منہج کی دوسری جہت انسانیت کے لئے سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناگزیریت کواستدلال اور مضبوط عملی بنیادوں پر بیان کرنا ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب دورِ حاضر میں عالمِ انسانیت کو درپیش مسائل کا حل سیرت سے دیا جائے اور دلائل و براہین سے اس امر کو ثابت کر دیا جائے کہ سیر ت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر نمونۂ حیات نوع اِنسانی کو کبھی بھی میسر نہیں آ سکتا۔

[60] Bodley,R.V.C., The Messenger : The Life of Mohammed, p. 195.